

جب ممکن ہو تو معاف کرو، جب لازم ہو تو صبر کرو

ہمیں زندگی میں بار بار دوسروں کی کمزوریوں سے واسطہ پڑتا ہے—دھوکہ، لاپرواہی، سخت کلامی، یا ناانصافی۔ ایسے لمحات میں انسان دو مضبوط جذبوں کے بیچ کھڑا ہوتا ہے: معاف کرنا یا برداشت کرنا۔ دونوں اپنے مقام پر بہت اعلیٰ رویے ہیں، مگر ہر صورت ہمیں دانشمندی، درست وقت، اور اخلاص کی ضرورت ہوتی ہے۔

معافی کی طاقت

معاف کرنا کمزوری نہیں۔ بلکہ ایک شعوری فیصلہ ہے—دل میں کینہ اور انتقام کے جذبے پر قابو پاتے ہوئے خود کو برتری کے درجے پر لے جانا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انتقام لینے کی خواہش کو ترک کرنا اور عدل کامل کو اللہ پر چھوڑ دینا۔

قرآن کریم اس اعلیٰ معیار کو یوں بیان کرتا ہے:

”نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتی۔ تم برائی کو ایسے طریقے سے دور کرو جو سب سے بہتر ہو (یعنی معاف کر کے اور حق پر ثابت قدم رہ کر)، تو دیکھو گے کہ جس کے ساتھ تمہاری دشمنی تھی وہ تمہارا گہرا دوست بن گیا۔ اور یہ دانش انھی کو ملتی ہے جو ثابت قدم رہنے والے ہوں اور یہ حکمت انھی کو عطاء کی جاتی ہے جن کے بڑے نصیب ہیں۔ اور اگر شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کوئی اکساہٹ پیدا ہو جائے تو اللہ کی پناہ ڈھونڈو۔ بیشک وہی سننے والا، جاننے والا ہے۔“

(سورہ فصلت 41:34-36)

یہاں معافی محض ایک خوبی نہیں بلکہ ایک طاقت ہے—خاص طور پر جب دوسرے شخص میں بھلائی کی کوئی رُمق باقی ہو۔ جب تم معاف کرتے ہو، تو دشمنی کے دائرے کو توڑ دیتے ہو اور میل ملاپ کے دروازے کھول دیتے ہو۔ اکثر اوقات، معافی خود تعلقات کو جوڑنے اور بکھری ہوئی کمیونٹی کو دوبارہ سنبھالنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

صبر کا بوجھ

کبھی کبھی فوری معاف کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ ہو سکتا ہے زخم بہت گہرا ہو، ناانصافی جاری ہو، یا سامنے والا اپنی غلطی ماننے کو تیار نہ ہو۔ ایسے موقعوں پر اسلام ہمیں صبر—یعنی برداشت اور ضبط کا سبق دیتا ہے۔

صبر کا مطلب خاموشی سے تکلیف سہنا یا درد چھپانا نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب ہے کہ دکھ برداشت کیا جائے بغیر مایوس ہوئے یا انتقام کا جذبہ رکھے، اور اس دوران اللہ سے طاقت طلب کی جائے اور اس کے انصاف کا انتظار کیا جائے۔ صبر انسان کی عزت نفس کو بچا کر رکھتا ہے، جب معاف کرنا ممکن نہ ہو

انصاف اپنی حرمت برقرار رکھتا ہے۔

معاف کرنا یا صبر کرنے کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ انصاف چھوڑ دیا جائے۔ قرآن واضح طور پر ظلم کے ازالے اور بدلہ لینے کا حق دیتا ہے۔ مؤمن کو سکھایا گیا ہے کہ وہ عدل کے تقاضوں کو پورا کرے—مگر ان حدود کے اندر جو اللہ نے مقرر کی ہیں۔

معاف کرنا ضروری نہیں اگر نقصان جاری رہتا ہے۔ اور اگر صبر کے نام پر ظلم کو برداشت کیا جائے، تو یہ بھی پسندیدہ نہیں۔

لہذا، معافی اور صبر، انصاف کے متبادل نہیں بلکہ وہ خدا خونی کا عملی اظہار ہیں۔

رحم، عبادت کی ایک شکل ہے۔

معاف کرنا اور صبر کرنا، دونوں عبادت ہیں—شرط یہ ہے کہ نیت اللہ کی رضا ہو۔ جب آپ معاف کرتے ہیں، تو اللہ کی صفتِ رحمت کی پیروی کرتے ہیں۔ جب آپ صبر کرتے ہیں، تو اللہ کی حکمت اور اقتدار کو تسلیم کرتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں آپ اپنی انا، انتقام اور مایوسی کے جذبوں سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

ایک بار پھر ہمیں خود کو قرآن کی ہدایت اور اس اخلاق سے جڑی امید کی یاد دہانی کرانی چاہیے:

”تم برائی کے جواب میں وہ کرو جو اس سے بہتر ہے تو دیکھو گے کہ وہی جس کے اور تمہارے درمیان عداوت ہے وہ گویا ایک سرگرم دوست بن گیا ہے“

(سورہ فصلت 41:34-35)

یہ آیت صرف ایک حکم نہیں بلکہ ایک امید ہے— کہ آج کے جانی دشمن، معافی یا صبر کے ذریعے کل کے دوست بن سکتے ہیں۔

ایک عملی مثال:

فرض کریں، دفتر میں ایک ساتھی آپ کی محنت کا کریڈٹ خود لے لیتا ہے۔

1. اس شخص سے وضاحت مانگیں۔

پہلا قدم یہ ہونا چاہیے کہ آپ جلد بازی میں نتیجہ نہ نکالیں۔ نرمی سے وضاحت مانگیں، مثلاً یوں کہیں: “آپ کے عمل سے میرے ذہن میں دیانت کے بارے میں سوال پیدا ہوا ہے۔ میں منفی سوچنے سے پہلے آپ کا موقف سننا چاہتی/چاہتا ہوں۔” اکثر غلط فہمیاں یہیں دور ہو جاتی ہیں۔

2. نظام کے ذریعے انصاف تلاش کرو

اگر مسئلہ برقرار رہے تو ادارے کے اندر موجود اداری کے نظام— جیسے ایچ آر، سپروائزر یا رپورٹنگ چینل— کے ذریعے کارروائی کریں۔ یہ انتقام نہیں بلکہ نظام کے اندر انصاف کا تقاضا ہے۔

3. معافی یا صبر کا انتخاب کرو

معافی: اگر معاملہ رسمی طور پر حل نہ ہو سکے، تو معاف کرنے کا انتخاب کریں، دل کی کڑواہٹ چھوڑ دیں، اور اللہ کے عدل پر بھروسہ رکھیں۔
صبر: اگر معافی دینا ممکن نہ لگے تو صبر اختیار کریں۔ عزت کے ساتھ خاموش رہیں، چغلی یا بدلہ لینے سے بچیں، اور اللہ سے قوت اور انصاف کی دعا کریں۔
ہر حالت میں اپنے کردار کو بلند رکھیں، دل کو کینے سے بچائیں، اور اپنے رد عمل کو اللہ کی رضا کے مطابق بنائیں۔

غور و فکر کے لیے:

کسی ایسے موقع کو یاد کریں جب کسی نے آپ کے ساتھ زیادتی کی۔

1. اپنا پہلا رد عمل یاد کریں: اس لمحے آپ کے دل میں کیا احساسات، الفاظ یا رد عمل پیدا ہوئے؟

2. اب ایمان کے زاویے سے سوچیں:

- کیا معافی سے صلح ممکن ہے؟

- اگر معافی ممکن نہیں تو صبر تمہیں کس طرح عزت کے ساتھ انصاف کے انتظار میں قائم رکھ سکتا ہے؟

- انصاف کے لیے کون سے اقدامات اخلاقی اور قانونی دائرے میں رہ کر کیے جاسکتے ہیں؟

3. تبدیلی پر غور کریں: اگر آپ نے نفس کی خواہش کے بجائے اللہ کے لیے معافی یا صبر کا انتخاب کیا ہوتا، تو آپ کے دل اور تعلقات میں کیا تبدیلی آتی؟